AL-AHQAQ **Recognized by HEC in Y-Category**

https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/7 ONLINE - ISSN- 3006-595X

Volume.3, Issue.3 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

بیانیہ کا مفہوم: عصری تناظر میں ایک تحقیقی مطالعہ

The meaning of narrative: A research study in a contemporary context

Dr. Muhammad Daud Rahat

PhD, Graduate, Department of Urdu, University of Sargodha

Email. daudrahat@gmail.com

Aneela Ahmad

PhD Scholar – Rafah International University – Faisalabad Campus

Email. anilaahmed87@gmail.com

Abstract:

This study is an overview to investigate about the concept of narrative as a central category in literary theory, cultural studies and cognitive inquiry. This paper examines narrative not as a form of storytelling but as a universal tool that helps humans to interpret and organize experience. The interdisciplinary expansion of narratolgy into psychology, anthropology and media studies is also highlighted demonstrating the adaptability of narrative theory to diverse contexts. The study also urges that narrative operates simultaneously as a textual construct, a cognitive framework and a cultural practice affirming its enduring significance in human communication and thought.

Key words: Narrative, literary theory, narrative technique, Narratology

"بیانیہ کیا ہے؟"۔اس سوال نے متنوع علوم کے ماہرین کو صدیوں اپنے حصار میں رکھا ہے۔ارسطو کی شعریات سے لے کر معاصر بیانیات تک،بیانیہ کی شناخت نہ صرف ایک ادبی ہیت بلکہ انسانی تفہیم کے ایک بنیادی قرینے کے طور پر بھی کی جاتی رہی ہے۔اساطیر،ناول، فلم اور روزمرہ گفتگو میں کہانیوں کے ظہور سے ان کی اہمیت تفریح کے درجے سے ارفع ہو جاتی ہے۔بیانیے مجموعی یادداشت کی تشکیل اور نجی شناخت کی ساخت گری کرتے ہیں،اور دنیا کی تعبیر کے لیے ایک ڈھانچا فراہم کرتے ہیں۔

انگریزی زبان میں بیانیہ کو Narrative کہا جاتا ہے۔اسے فکشن کی تخلیق اور تشکیل میں خاص اہمیت حاصل ہے۔اس کے ذریعے مصنف براہ راست

اپنے قاری سے مخاطب ہوتا ہے۔ بیانیہ میں بسا اوقات مصنف خود کی بجائے کسی تیسرے فرد یا راوی کی معاونت سے کہانی کی تفصیلات، کرداروں کے تعارف اور مختلف واقعات کے انکشاف کا وظیفہ انجام دیتا ہے۔ بیانیہ کے بارے میں ڈاکٹر سلیم اختر کی رائے پر نظر ڈالتے ہیں:

"بیان سے حاصل کردہ بیانیہ کی اصطلاح سے مراد کسی واقعہ / قصہ / ماجرا / حادثہ / المیہ کا سادہ اسلوب میں غیر جذباتی ہوئے بغیر واضح اور مفصل بیان ہے۔ بیانیہ صحافتی تحریروں کے لیے استعمال ہو سکتا ہے لیکن یہ رپورٹنگ کی سطح سے بلند ہوتا ہے کیونکہ اس میں ادبی رنگ بھی ہوتا ہے یا ہونا چاہیے۔ بیانیہ فکشن میں اس ناول یا افسانہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جس میں تکنیک اور اسلوب سے صرفِ نظر کرتے ہوئے صرف سادہ انداز میں افسانہ / ناول قلمبند کر دیا گیا ہو۔"(1)

بیانیہ کے حوالے سے ڈاکٹر سلیم اختر کے مندرجہ بالا بیان پر غور کرنے سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ بیانیہ کے لیے واقعہ، قصہ یا کہانی کی موجودگی ناگزیر ہے۔ گویا حقائق یا واقعات کے ایک سلسلے کو منظم، اور مربوط انداز میں پیش کرنا ہی بیانیہ کی اصل روح قرار پاتی ہے۔ بیانیہ تحریر اور کلام دونوں سے براہ راست تعلق رکھتا ہے۔ کہانی گوئی کا عمل بیانیہ کے بنیادی مظہر کے طور پر سامنے آتا ہے۔ اس بیان کے لیے شاعری یا نثر کی کوئی قدغن موجود نہیں۔ یوں اساطیر، دیومالا، لوک کہانیوں، فیبل، لیجنڈ، صوفیا کے ملفوظات کو بھی بیانیہ کی متنوع شکلوں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ بیانیہ کے لیے یہ لازم ہے کہ اس میں واقعات اور کرداروں کا بیان موجود ہو۔ اہم امر یہ ہوتا ہے کہ مصنف کرداروں کے تعارف اور واقعات کے بیان کے لیے کیا طرز بیان اختیار کرتا ہے۔ بیانیہ میں تجربات کی ایک وسیع تر امکانی کائنات موجود ہوتی ہے۔ ڈاکٹر آصف اقبال بیانیہ کی توضیح کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"تحریر کو مناسب الفاظ، بہترین جملوں اور فقروں میں ترتیب دے کر موزوں انداز میں اظہار خیال کرنا ایک ایسا وسیلہ ہے جسے "بیانیہ" کہا جاتا ہے۔ یہ اپنی تاثیر کے اعتبار سے بڑی قوت رکھتا ہے اور اسی قوت کو تخلیق کار اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر کے لوگوں کے دل و دماغ پر چھائے رہتے ہیں۔ عام طور پر تخلیق کار کا ذہن جس تیز رفتاری سے کسی خیال کے اظہار کے لیے تانے بانے بنتا ہے، اسی رفتار سے الفاظ، جملے اور فقرے طرز بیان میں تحلیل ہو کر کہانی یا قصہ کا ذریعہ بنتے ہیں اور کہانی یا قصہ کو طرز اظہار سے وابستہ کرنے کا یہی عمل "بیانیہ" ہے۔"(2)

بیانیہ میں بیان کردہ واقعہ کا ظاہری کائنات کی منطق کے مطابق حقیقی ہونا لازم نہیں ہے۔ انسانی تخیل کے بل بوتے پر تخلیق کردہ فرضی، انسانی ذہن کے تخلیق کردہ تخیلاتی قصے کہانیاں بھی بیانیہ کی ذیل میں ہی شمار ہوں گی۔ شرط اتنی ہے کہ ان کہانیوں میں واقعات اور حادثات کے سلسلے کو منطقی ترتیب کی لڑی میں پرو کر بیانیاتی عمل تشکیل دیا جائے۔ بیانیہ کی طوالت کی بھی کوئی خاص حد نہیں ہے۔ یہ انتہائی مختصر بھی ہو سکتا ہے اور بے حد طویل بھی۔ اس میں کرداروں کی تعداد اور کیفیت بھی متعین نہیں ہے۔ بیانیہ کسی ایک فرد سے بھی متعلق ہو سکتا ہے، اس کے ساتھ رونما ہونے والے کسی ایک واقعہ پر بھی مشتمل ہو سکتا ہے اور اس کے برعکس اس کی پوری داستان کو بھی محیط ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بیانیہ انفرادی سے بلند تر ہو کر اجتماعی نوع کا بھی ہو سکتا ہے۔ بیانیہ اور منظر کشی دو مختلف چیزیں ہیں۔ اس فرق کی وضاحت کو ممتاز شیریں ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں:

"منظر کشی الگ ہوتی ہے اور بیانیہ الگ۔ بیانیہ صحیح معنوں میں کئی واقعات کی ایک داستان ہوتی ہے جو یکے بعد

دیگرے علی الترتیب بیان ہوتے ہیں۔ہم بیانیہ کو بقول عسکری "کہانیہ" بھی کہہ سکتے ہیں۔"(3)

یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ مصنف واقعات کے بیان کے لیے بالعموم کرداروں سے مدد لیتا ہے۔لیکن کردار نگاری کے اس عمل کو بیانیہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔یہ دراصل بیانیے کے کامل عمل کا محض ایک جزو ہے۔بیانیہ کسی ایک صنف سخن تک محدود یا مخصوص نہیں ہے۔ادب کی متنوع اصناف میں بیانیہ کی کارفرمائی دیکھی جاسکتی ہے۔اس کے لیے لازمی یہ ہے کہ بیان کردہ واقعہ بیانیے کے معیارات سے مطابقت رکھتا ہو۔خالد محمود خان ناول میں بیانیہ کی تکنیک کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ناول میں بیانیہ (Narrative) کا کردار کہانی کے تاثر کو تسلسل کے ساتھ آخر تک برقرار رکھنا ہوتا ہے۔یہ تاثر کہانی کی روح کی طرح ہوتا ہے۔کہانی کا یہ عنصر بظاہر نظر نہیں آتا مگر کہانی کار اور پڑھنے والے بیانیہ کی اہمیت کو محسوس کرتے ہیں اور جملوں کی ساخت کو سمجھتے چلے جاتے ہیں۔کہانی میں لفظوں کی ترتیب بیانیہ کے عمل کو جنم دیتی ہے"۔(4)

بیانیہ کسی کردار کی شناخت کی تشکیل کرتا ہے جسے اس کی بیانیہ شناخت کہا جاسکتا ہے۔یہ شناخت بیان کردہ کہانی میں تشکیل پاتی ہے۔یہ کہانی کی شناخت ہی ہے جو کردار کی شناخت بناتی ہے۔(5)

مندرجہ بالا اقتباس اس خیال کی عکاسی کرتا ہے کہ کسی کردار یا راوی کی شخصیت کی بہترین شناخت اس کے کہانی بیان کرنے کے طریقے سے ہوتی ہے ۔راوی کی شخصیت،شناخت اور کردار اس کی پیش کردہ کہانی سے آشکار ہوتے ہیں۔

کہانی گوئی کا فن "بیانیہ" ہے جو اپنا یہ نام حاصل کرنے سے بہت پہلے وجود میں آیا۔یہ امر ہمارے لیے فطری ہے کہ ہم زبان کے ذریعے اپنے جذبات کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔جب ہم اپنے تجربات،خیالات،محسوسات اور مشاہدات کا اظہار کرنے لگتے ہیں تو بیانیہ خود بخود تشکیل پانے لگتا ہے۔یہ اس قسم کا فن ہے جو کہانی گو کو اپنی کہانی بھرپور فن کارانہ انداز میں پیش کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے تاکہ وہ کہانی کو قاری یا سامع کی موزوں تفہیم کے لیے زیادہ موثر اور زیادہ دل چسپ بنا سکے۔

بیانیہ ایک کہانی یا کہانیوں کے لیے ایک تکنیکی لفظ ہے۔میڈیا کی ان تمام مصنوعات کا جائزہ بیانیہ کے عناصر کے حامل متون پر کیا جاسکتا ہے جن میں سٹوری لائن،کردار،بیان اور نقطہ نظر وغیرہ پائے جاتے ہیں۔اس کی تھیوری کا تعلق اس تصور سے منسلک نہیں ہوتا کہ انفرادی کہانیوں میں مندرجات کس نوعیت کے ہیں،بلکہ اس کا تعلق اس امر سے ہوتا ہے کہ کہانیوں میں مشترک کیا ہے۔بیانیہ ایک ایسی اصطلاح ہے جس کے کئی متنوع اور بدلتے ہوئے معنی ہیں۔یہ لاطینی فعل "narrare" سے ماخوذ ہے جس کا معنی "recount" کرنا ہے اور یہ اسم صفت "gnarus" سے متعلق ہے جس کا مطلب "جاننا" یا "ماہر ہونا"۔حتمی طور پر یہ پروٹو ہند یورپی بنیاد "gno" سے ماخوذ ہے جس کا مطلب "جاننا" ہے۔لفظ "کہانی" کو کسی حد تک بیانیہ کے مترادف کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے اور اسے بیانیہ کے ذریعے بیان کردہ سلسلہ واقعات کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ریمن کینان نے بجا طور پر کہا ہے کہ "کہانی موزوں صورت میں تشکیل کردہ ایسی ساخت ہے جو فکشنی یا غیر فکشنی واقعات کے ایک سلسلے کو تحریر شدہ،زبانی سنائی گئی،شاعری،نثر،امیجز،گیت،تھیٹر یا رقص،گپ شپ،اخبار اور مصوری وغیرہ میں بیان کرتی ہے۔(6)

معنیات اور ادبی تھیوری میں بیانیہ سے مراد کہانی یا کہانی کا حصہ ہے۔کہانیاں نہ صرف ادب میں،بلکہ دیگر نجی و ثقافتی امور میں بھی کہی جاتی ہیں۔ہم

اعترافات کرتے وقت، اپنی سوانحی تفصیلات پیش کرتے وقت، لوک گیت گاتے وقت اور جھوٹ بولتے وقت بھی کہانیاں سنا رہے ہوتے ہیں۔ اس بات کا مطلب ہے کہ بیانیہ ہمہ موجود ہے۔ بار بر اہارڈی اس کی تعریف "ذہن کے بنیادی عمل" کے طور پر کرتا ہے۔ وہ مشاہدہ کرتا ہے کہ ہم بیانیے میں خواب دیکھتے ہیں، یاد گیری کرتے ہیں، رد عمل دکھاتے ہیں، امید کرتے ہیں، مایوس ہوتے ہیں۔ یقین، شک، منصوبہ بندی، نظر ثانی، تنقید، تشکیل، گپ شپ، آموزش، نفرت اور محبت سب بیانیے کے ذریعے ہوتا ہے۔(7)۔

اس لیے، بیانیہ بیش تر انسانی سر گرمیوں کا احاطہ کرتا ہے اور اس کا سادہ مطلب ہر وہ چیز ہے جو کہانی بیان کرتی ہے۔اس "ہر وہ چیز" میں ناول، افسانہ، ڈرامہ، فلم، مصوری، تاریخ، مزاح، گپ شپ اور اخبارات وغیرہ بھی شامل ہیں۔ بیانیہ کو ہر جگہ دیکھا جا سکتا ہے۔ بچے کو بیانیے کی مدد سے زبان کے نظام سے متعارف کرایا جاتا ہے۔ نانی اماں کی کہانیاں ہوں یا جنوں پریوں کی کہانیاں، بیانیہ ہی کی صورت تو ہیں۔ بیانیہ زبانی یا غیر زبانی ہو سکتا ہے، یہ سچا یا جھوٹا، حقیقت پسندانہ یا غیر حقیقت پسندانہ، فکشنی یا غیر فکشنی، ادبی یا غیر ادبی ہو سکتا ہے۔

چونکہ بیانیہ کا مطالعہ ادارہ جاتی نوعیت اختیار کر چکا ہے، اس لیے مختلف تھیوریاں بیانیے کو مختلف انداز میں تھیورائز کرنے کی کوشش کرتی رہی ہیں ۔بیانیہ کسی ایک فرد کا بھی ہوتا ہے اور کسی گروہ کا بھی۔ یہ ایک فرد کے لیے بھی ہو سکتا ہے اور ایک گروہ کے لیے بھی۔ بہر صورت، بیانیہ واقعات کا ایک سلسلہ ہے جسے راوی نے narratee کو بیان کرنا ہوتا ہے۔(8)

ایک بیانیہ بولے گئے، لکھے گئے، تصور کیے گئے یا کسی بھی طرح میں ہو سکتا ہے۔ اس میں شاملات یا شاہدین کی نمائندگی کے لیے ایک سے زیادہ نقطہ ہائے نظر ہوتے ہیں۔ زبانی کہی جانے والی کہانیوں میں کہانی گو کو "راوی" کہا جاتا ہے جسے سامعین سُن یا دیکھ سکتے ہیں۔ وہ متن میں غیر زبانی طور پر معانی کی کئی تہیں داخل کرتا ہے۔ بیانیہ خود ایک قسم کی ایک تکنیک ہے جس میں کردار، سیٹنگ، دورانیہ، مسئلہ اور اس مسئلے کے حل کی کوششیں موجود ہوتی ہیں۔ بستر پر سنی جانے والی کہانیاں مختصر کہانی کی اور ناول طویل کہانی کی مثالیں ہیں۔ فلموں اور ڈراموں کے لکھے گئے سکرپٹ بیانیہ تحریر کی مزید مثالیں ہیں۔

بیانیہ ہمہ موجود (Omnipresent) ہے اور اس کی موجودگی کو ابلاغ کی قدیم ترین صورت سے جوڑا جا سکتا ہے۔ ہمارے اپنے عرصہ حیات میں بھی بچے کو کسی زبان کی ترتیب سے متعارف کرانے کے لیے اس زبان کا بیانیہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر نانی اماں کی کہانیاں اور جنوں پریوں کی کہانیاں بیانیہ کی ہی صورت ہیں۔ بیانیہ کی موجودگی ہر جگہ اور دنیا کے ہر گوشے میں ہے۔ رولاں بارت نے اسے یوں بیان کیا ہے:

> "دنیا کے بیانیے بے شمار ہیں۔ بیانیہ سب سے پہلے اصناف کا ایک غیر معمولی تنوع ہے، جو کہ خود مختلف اجزا میں یوں منقسم ہیں جیسے کوئی بھی مواد انسانی کہانیوں کی قبولیت کے لیے موزوں تھا۔ یہ، تحریری یا زبانی صورت میں ،ساکن یا متحرک تصاویر کی صورت میں، جسمانی حرکات و سکنات کی صورت میں اور ان تمام اجزا کے منظم امتزاج کی صورت میں جڑی زبان میں سما سکتا ہے۔ بیانیہ اساطیر، لیجینڈ، فیبل، لوک داستان، ناویلا، ایپک، تاریخ، المیہ، ڈرامہ، کامیڈی، مصوری، سینما، مزاح، خبر اور گفتگو سب میں موجود ہوتا ہے۔ مزید براں؛ دیگر ہیئتوں کے اس قریباً لامتنہی تنوع کے تحت بیانیہ ہر عہد، ہر مقام، ہر معاشرے میں موجود ہے، یہ انسانی تاریخ کے ساتھ ہی شروع ہوتا ہے اور تاریخ میں ایسا کوئی مقام نہیں اور نہ ہی ایسے افراد ہیں جو بیانیے کے بغیر تھے۔ تمام طبقات ،تمام انسانی گروہوں کے اپنے بیانیے ہیں جن کی لطف اندوزی مختلف بلکہ متضاد ثقافتی پس منظر کے حامل افراد

میں بھی مشترک ہوتی ہے۔اچھے یا برے ادب کی تقسیم سے بالاتر ہو کر، بیانیہ بین الاقوامی، بین التاریخی، کثیر ثقافتی ہے اور یہ اسی طرح موجود ہے جس طرح خود زندگی۔"(9)

ہر مذہب اور اس کی ترویج و اشاعت کی بنیاد ابلاغ کے بیانیہ طرز پر ہے۔بیانیہ خدا کا پیغام پھیلانے میں اور جاہل عوام کو یہ سکھانے میں مدد دیتا ہے کہ وہ کس طرح خدا کے پسندیدہ طریقوں کے مطابق زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ضرب الامثال، فیبل اور پریوں کی کہانیاں شاید بیانیے کی ابتدائی ترین صورتیں ہیں جن کا سامنا ہر انسان کو ہوتا ہے۔چونکہ زبان تہذیب کے ساتھ فروغ پاتی ہے، یہ کہا جا سکتا ہے کہ بیانیے بھی تہذیبی ترقی کے ساتھ ساتھ ہی فروغ پاتے اور پروان چڑھتے ہیں۔اگر ہم ادب کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہومر کی اوڈیسی جیسے قدیم یونانی ادب پارے ایسے ادب پارے ہیں جو عظیم ہیروز کے کارناموں اور معرکوں کو سامنے لاتے ہیں۔انگریزی ادب کے ابتدائی دنوں سے شعرا نے بیانیے کا فراواں استعمال کیا ہے۔چاؤسر کی Canterbury Tales اور سپینسر کی The Faerie Queene اس کی مشہور مثالیں ہیں۔

بیانیوں اور بیانیہ متون کے معالعہ کے لیے تگاروف (Tzvetan Todorov) نے 1969ء میں "بیانیات" (Narratology) کے نام سے ایک تھیوری وضع کی جس کا مقصد بیانیہ کا ایک منظم مطالعہ تھا جس کی جڑیں بیسویں صدی کے اوائل کی روسی ہیئت پسندی اور 60 کے عشرے کی فرانسیسی ساختیات اور معنیات میں پیوست ہیں۔(10)

اگرچہ اس اصطلاح کو بیانیہ تھیوری کے تمام نظریاتی ادراکات (persuations) کے وسیع تر معنوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے، تاہم یہ بالخصوص بیانیہ ساخت کی تھیوریوں سے متعلق ہے۔جیرالڈ پرنس اس کی تعریف یوں کرتا ہے:"بیانیہ کی ہیئت اور کارفرمائی کا مطالعہ "۔(11)

وہ مزید کہتا ہے کہ "بیانیات" (Narratology) کی اصطلاح نئی ہو سکتی ہے لیکن یہ شعبہ علم نیا نہیں ہے۔

"فکشن" کی اصطلاح لاطینی لفظ "fingere" سے ماخوذ ہے جس کے معنی بنانے یا وضع کرنے، دریافت کرنے ،سوچنے یا تخلیق کرنے کے ہیں۔(12)

مندرجہ بالا تعریف میں فکشن کو ایک وضع کردہ کہانی کہا گیا ہے، لیکن ایک ماہر بیانیات اس تعریف کے دوسرے حصے پر بھی غور کرے گا جس میں تشکیل اور ساخت گری دیکھی جا سکتی ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ فکشنی بیانیے صرف گھڑی گھڑائی کہانیاں نہیں ہوتیں، یہ تشکیل کردہ بھی ہیں۔اس لیے بیانیہ کی فارم کا مطالعہ زمان و مکان میں واقعات کی ایک تنظیم ہے جو کہ بحث کا اہم موضوع بن جاتی ہے۔چونکہ بیانیات کا مطالعہ ادارہ جاتی ہو چکا ہے، مختلف تھیورسٹ مفکرین نے بیانیے کو مختلف انداز میں تھیوری میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔جیرالڈ پرنس بیانیے کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

"ایک یا زائد حقیقی یا فرضی واقعات جن کا ابلاغ ایک، دو یا زائد راویوں کی جانب سے ایک، دو یا زائد مخاطبین تک ہوتا ہے"۔(13)

اس تعریف کے مطابق واقعات کی یادگیری کے طور پر، بیانیہ خلقی طور پر دو اجزا پر مشتمل ہوتا ہے۔کہنے والا یعنی راوی اور سننے والا یعنی سامع۔یہ کسی واحد شخص کو بھی بیان کر سکتا ہے اور افراد کے گروہ کو بھی۔اسے ایک فرد بھی بیان کر سکتا ہے اور افراد کا ایک گروہ بھی۔اس لیے، بیانیہ کسی فرد کی جانب سے بھی ہو سکتا ہے اور گروہ کی جانب سے بھی، یہ فرد واحد کے لیے بھی ہو سکتا ہے اور افراد کے گروہ کے لیے بھی۔

بیانیہ ایک وقت میں ایک فرد کے لیے موجود ہو سکتا ہے اور یہ ایک کمیونٹی کے لیے بھی ہو سکتا ہے۔(14) دونوں صورتوں میں بیانیہ واقعات کا ایک

https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/7 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.3 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

مجموعہ ہے جسے ایک راوی اپنے مخاطب کو بیان کرتا ہے۔ تھیورسٹ مفکرین نے اس بارے میں اکثر بحث کی ہے کہ بیانیے کی تشکیل کس سے ہوتی ہے، کیا یہ واقعات کا مجموعہ ہے جو بیانیے کی تشکیل کرتا ہے یا محض ایک واقعہ بھی اس قدر وقیع ہوتا ہے کہ ایک بیانیے کی تشکیل کر سکے۔ مختلف ماہرین نے اس معاملے پر مختلف آرا پیش کی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یرار ینے(Gerard Genette) کے مطابق بیانیے کی تشکیل کے لیے ایک واقعہ کافی ہے۔ جیرالڈ پرنس کے مطابق ایک دوسرے سے مربوط تین واقعات کی ضرورت ہے۔(Chronology, causality and closure)

ریمن کینان کے مطابق بیانیے کی تشکیل کے لیے کم سے دو واقعات کا ہونا لازم ہے۔ اس کا موقف ہے کہ بیانیہ واقعات کا ایک تسلسل ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ بیانیے بالعموم ایک سے زیادہ واقعات پر مشتمل ہوتے ہیں۔(15) مائیکل جے تولان بھی یہی سمجھتا ہے کہ "واقعات یا واقعات کا تغیر بیانیے کی کلید اور بنیاد ہے"۔(16) وہ واقعات کے تغیر یا تقلیب کی اہمیت کے حوالے سے اپنے نظریات کی وضاحت کے لیے تگاروف کا ایک اقتباس پیش کرتا ہے

"مسلسل واقعات کا سادہ تعلق بیانیے کی تشکیل نہیں کرتا، ان حقائق کا مربوط اور منظم ہونا ضروری ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں مشترک عناصر کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن اگر تمام عناصر مشترک ہوں تو بیانیہ قائم نہیں رہ سکتا، کیونکہ کوئی چیز تفصیلی بیان کرنے کے لیے باقی نہیں رہتی۔ تقلیب جامع طور پر اختلافات / افتراقات اور مماثلات کا ایک synthesis پیش کرتی ہے۔ یہ دو امور کو ان کی شناخت کے وصف سے ہٹ کر آپس میں منسلک کرتی ہے۔"(17)

تگاروف کے مطابق ایک بیانیے میں اہم عنصر کیفیت کی تبدیلی ہے جو ایک سے زیادہ واقعات کی موجودگی کو جواز فراہم کرتی ہے۔ سادہ طور پر وہ بیانیے کی تعریف non-randomly مربوط واقعات کا مدرکہ تسلسل" کے طور پر کرتا ہے۔(18)۔ اس اقتباس میں وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ بیانیہ واقعات کا ایک بے ڈھب مجموعہ نہیں، بلکہ واقعات کا ایک منظم امتزاج ہوتا ہے۔

بیانیہ ادبی قرینہ بھی ہے اور معنی آفرینی کی آفاقی حکمت عملی بھی۔ یہ ہمیں شناخت اور مجموعی یادداشت کا ایک ڈھانچا بھی فراہم کرتا ہے۔ بیانیے کی تفہیم اور توضیح میں کارفرما متنوع اپروچز کو اجتماعی حیثیت میں دیکھا جاے تو یہ اس کی گھمبیرتا اور آفاقیت کو سامنے لاتی ہیں۔ لہذا، یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ بیانیہ کی بہترین تفہیم ایک ایسے جامع تصور کے طور پر کی جانی چاہیے جو بہ یک وقت ایک متن بھی ہے، عمل بھی اور طرزِ فکر بھی۔

حوالہ جات

1۔ سلیم اختر،ڈاکٹر،تنقیدی اصطلاحات،توضیحی لغت،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،2011،ص59

2۔ آصف اقبال،ڈاکٹر،جدید افسانہ، تجربے اور امکانات،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،دہلی،2011،ص21

3۔ ممتاز شیریں،معیار۔نیاادارہ،لاہور،1964،ص53

4۔خالد محمود خان،فن ترجمہ نگاری،بیکن بکس،ملتان،2012

5. "The narrative constructs the identity of the character, what can be called his or her narrative identity, in constructing that of the story told. it is the identity of the story that makes the identity of the character".Paul Ricour Quoted in Karl Simms. Routledge Critical Thinkers. Routledge Publishers, New York. Web.2003, p. 186 .
6. Kenan, Rimmon. Narrative Fiction: Contemporary Poetics. London, New York,Routledge.1983.p.59
7. Barbara Hardy.Towards Poetics of Fiction:An Approach through Narrative.Indiana University Press, 1977, p.31 .
8. Prince, Gerald. Narratology: the Form and Fiction of Narrative.Berlin Mouton Publishers,1982,p.184 .
9. "The narratives of the world are numberless. Narrative is first and foremost a prodigious variety of genres, themselves distributed amongst different substances-as though any material were fit to receive man's stories. Able to be carried by articulated language, spoken or written, fixed or moving images, gestures, and the ordered mixture of all these substances; narrative is present in myth, legend, fable, tale, novella, epic, history, tragedy, drama, comedy, mime, painting, stained glass windows, cinema, comics, news item, conversation. Moreover, under this almost infinite diversity of forms, narrative is present in every age, in every place, in every society; it begins with the very history of the mankind and there nowhere is nor have been a people without narrative. All classes, all human groups, have their narratives, enjoyment of which is very often shared by men with different, even opposing, cultural backgrounds. Caring nothing for the division between good and bad literature, narrative is international, transhistorical, transcultural: it is simply there, like life itself. Barthes, Roland. An Introduction to the Structural Analysis of Narrative. New literary History, Vol. 6, No. 2, On Narrative and Narratives, The Johns Hopkins University Press, winter, 1975. p. 237 .

10. Patrick O'Neil. Fictions of Discorse: reading narrative theory. Univeristy of Toronto Press, Buffalo, Toranto, 1994, p.174 .
11. Prince, Gerald. Narratology: the Form and Fiction of Narrative.Berlin Mouton Publishers,1982,p.186
12. Lothe, Jakob. Narrative in Fiction and Film: an Introduction. New York, Oxford University Press, 2000, Web. n.pag. 7 Dec 2010 .
13. Prince, Gerald. Narratology: the Form and Fiction of Narrative.Berlin Mouton Publishers,1982, p-186 .
14. Branigan, Edward. Narrative Comprehension and Film. London and New York, Routledge, 1992, p-124 .
15. Kenan, Rimmon. Narrative Fiction: Contemporary Poetics. London, New York,Routledge.1983.p-70 .
16. Toolan, Michael J. Narrative- A Critical Linguistics Introduction. London and New York, Routledge, 1988, p-175 .
17. "The simple relation of successive facts does not constitute a narrative: these facts must be organized, which is to say, ultimately, that they must have elements in common. But all the elements are in common, there is no longer a narrative, for there is no longer anything to recount. Now, "Transformation represents precisely a synthesis of differences and resemblance, it links two facts without their being able to be identified." Todorov, Tzvetan. Introduction to Poetics. Trans. Richard Howard, University of Minnesota Press, Minneapolis, 1981, p-56 .
18. Toolan, Michael J. Narrative- A Critical Linguistics Introduction. London and New York, Routledge, 1988, p-189